اردو کی خواتین افسانہ نگاراوران کے افسانوں کا تجزیاتی مطالعہ

Keywords: Urdu fiction, women fiction writers, evolution, societal values, Western thought, post-1857 period, socio-cultural context, feminist theoretical frameworks, contemporary authors, taboo social issues, gender roles, societal norms.

نصرت جہاں
ریسرچ اسکالر، شعبہ اردو
یونی ورسٹی آف دہلی، نئی دلی

Abstract: This research article presents a comprehensive analysis of the evolution of Urdu fiction, with a focus on the significant contributions of women fiction writers. Urdu fiction, spanning over a century, has evolved in response to changing societal values and influences from Western thought. The multidisciplinary research approach employed includes text analysis, sociocultural context exploration, comparative analysis, and feminist theoretical frameworks. Primary sources like published collections, literary journals, and critical reviews, along with secondary sources such as scholarly articles, inform the study.

The article commences by examining the post-1857period, marked by an intellectual awakening

after India's war of independence, which introduced Western literature and ideas into Urdu literary circles. The historical classification of Urdu fiction reveals early female fiction writers, including Khatun Akram, Rashid Jahan Dehlavi, Hamida Sultan, and Razia Sajjad Zaheer, who fearlessly tackled taboo social issues and demonstrated a profound understanding of human psychology and societal complexities.

The study also explores the impact of these pioneering women authors, highlighting their exploration of themes like changing social values, social justice, and the pain of partition. Contemporary women Urdu fiction writers, such as Zahida Hina, Zakia Mashhadi, Nigar Azeem, Shamim Nikhat, Tarannum Riyaz, and Bilqis Fatima, are examined, showcasing their contributions to the ongoing evolution of Urdu literature.

In conclusion, this research article underscores the enduring influence of these women writers on Urdu literature. They have challenged conventional norms, addressed complex societal issues, and enriched the literary landscape with their distinctive storytelling. By promoting critical dialogue and addressing contemporary concerns, these authors continue to shape the narrative of gender and society within Urdu literature, leaving an indelible mark on this vibrant

literary tradition.

....

تعارف:

اردو افسانہ، داستانوں اور کہانیوں کا خزانہ ہے جو اپنے ساتھ ایک شاندار تاریخ رکھتا ہے جو ایک صدی پر محیط ہے۔ اردو فکشن کی ایک طویل اور متنوع تاریخ ہے جو تقریبا 120 سال پر محیط ہے۔ اگر چہ یہ مغربی فکشن کے ساتھ مشترک عناصر کا اشتراک کرتا ہے، لیکن اس کی مختلف خصوصیات، بشمول ضمنی کہانیاں، نیسٹڈ کہانیاں، اور ناول، اسے الگ کرتے ہیں۔ اس مضمون کا مقصد اردو فکشن کے ارتقاء کا سراغ لگانا ہے، جس میں روایتی بیانیوں سے اس کے انحراف اور نئی اقدار اور نقطہ نظر کو اپنانے پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس تحقیقی مضمون میں اردو فکشن کے سفر کا جائزہ لیا گیا ہے اور اس کی روایتی داستانوں سے ایک ایسی صنف میں تبدیلی پر روشنی ڈالی گئی ہے جو بدلتی ہوئی معاشرتی اقدار کی عکاسی کرتی ہے۔

پس منظر:

اردو فکشن، جس کی تاریخ تقریبا 120 سال پر محیط ہے، نے نمایاں ترقی کی ہے، جو بدلتی ہوئی معاشرتی اقدار اور امنگوں کی عکاسی کرتی ہے۔ اس تحقیقی مضمون کا مقصد اس ارتقاء کا سراغ لگانا ہے، جس میں روایتی بیانیوں اور مغربی فکر کے اثر و رسوخ پر زور دیا گیا ہے۔ مزید برآں، اس میں اردو ادب کی تشکیل میں خواتین افسانہ نگاروں کے اہم کردار کا جائزہ لیا گیا ہے۔

تحقیقی مقاصد:

اس تحقیق کے بنیادی مقاصد یہ ہیں:

اردو فکشن کے روایتی بیانیوں سے ایک ایسی صنف میں ارتقاء کا جائزہ لینا جو بدلتی ہوئی معاشرتی اقدار کی عکاسی کرتی ہے۔

خواتین افسانہ نگاروں کی خدمات اور انہیں درپیش چیلنجوں کو اجاگر کرنا۔

اہم خواتین مصنفین کے اثرات کا تجزیہ کرنا۔

ان خواتین مصنفین کی ادبی خدمات کا جامع تجزیہ کرنے کے لئے ایک کثیر الجہتی تحقیقی نقطہ نظر کا استعمال کرنا۔

طریقہء کار:

یہ تحقیق ایک کثیر الجہتی نقطہ نظر اختیار کرتی ہے، جس میں متن کا تجزیہ، سماجی وثقافتی سیاق وسباق کی تلاش، تقابلی تجزیہ، اور فیمنسٹ نظریاتی فریم ورک شامل ہیں۔ اس میں ناولوں، مختصر کہانیوں اور مضامین کی جانچ پڑتال شامل ہے، جو بنیادی ذرائع جیسے شائع شدہ مجموعے، ادبی جرائد اور تنقیدی جائزوں کے ساتھ ساتھ ثانوی ذرائع جیسے علمی مضامین، انٹرویوز اور تنقیدی تجزیے سے اخذ کیے جاتے ہیں۔

مضمون کا جائزہ:

یہ مضمون اردو فکشن کے ارتقاء اور خواتین مصنفین کی خدمات کو جامع طور پر تلاش کرتا ہے۔ اس کا آغاز 1857ء کے بعد اردو فکشن کے دور اور مغربی فکر کے اثرات کے تاریخی جائزے سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد کے حصوں میں اردو فکشن کی تاریخی درجہ بندی، رشید جہاں دہلوی کا نمایاں کام، حمیدہ سلطان کی بدلتی ہوئی سماجی اقدار کی کھوج اور رضیہ سجاد ظہیر کی ترقی پسند نظریے کی وکالت شامل ہیں۔ صالحہ عابد حسین کی تقسیم کے درد کی تصویر کشی کا بھی جائزہ لیا گیا ہے، اس کے بعد رضیہ سجاد ظہیر اور عصمت چغتائی کی خدمات کا گہرائی سے تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ مضمون ذکیہ مشہدی، نگار عظیم، ڈاکٹر شمیم نکہت، ترنم ریاض اور بلقیس فاطمہ جیسی معاصر خواتین اردو افسانہ نگاروں کے بارے میں بصیرت فراہم کرتا ہے۔ یہ اردو ادب پر ان مصنفین کے اثرات اور معاشرتی اقدار کو چیلنج کرنے میں ان کی ہمت کی نشاندہی کرتا ہے۔

طریقہ کار کے لحاظ سے، مضمون تحقیقی نقطہ نظر کا خاکہ پیش کرتا ہے، جس میں متن کا تجزیہ، سماجی و ثقافتی سیاق و سباق، تقابلی تجزیہ، اور نسوانی ادبی تنقید،

نوآبادیاتی نظریہ، اور سماجی وثقافتی تجزیہ کا اطلاق شامل ہے۔ آخر میں تحقیق اپنے نتائج کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے اردو ادب میں خواتین کی خدمات کی اہمیت پر زور دیتی ہے اور مستقبل میں تحقیق کی راہیں اجاگر کرتی ہے۔

1857ء کے بعد کا دور (فکری بیداری کا دور)

1857ء میں ہندوستان کی جنگ آزادی کے بعد ایک نئی فکری بیداری ابھر کر سامنے آئی، جس میں بدلتے ہوئے سیاسی اور سماجی حالات شامل تھے۔ اس دور میں ثقافت، اخلاقیات اور ادبی تحریروں کا از سرنو جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ تعلیم یافتہ حلقوں پر مغربی فکر اور ادب کے اثرات کا از سرنو جائزہ لینے کی اجتماعی کوشش دیکھنے میں آئی۔ انگریزی، فرانسیسی، ترکی، روسی اور امریکی کہانیوں سمیت مغربی ادب کے ترجموں نے اردو ادب کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔

اردو فکشن کی تاریخی درجہ بندی: اردو فکشن کی تاریخی درجہ بندی سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے ابتدائی بانیوں میں خواتین کی نمایاں کمی ہے۔ اردو ادب کی پہلی ممتاز خاتون افسانہ نگار خاتون اکرم تھیں جن کی تصانیف میں "جمال ہم نشین"، "پیکر وفا" اور "بچی بیوی" شامل ہیں۔ بدقسمتی سے، اس کے بارے میں تفصیلی معلومات ابھی تک پوشیدہ ہیں۔

خاتون اکرم ایک روشن شخصیت نے اردو ادب پر اپنی ناقابل فراموش چھاپ چھوڑ کر پہلی ممتاز خاتون افسانہ نگار کے طور پر ابھری ہیں۔ اردو ادب میں خاتون اکرم کی خدمات کو اس وقت یاد کیا جاتا ہے جب ہم ان کی تخلیقات کا جائزہ لیتے ہیں۔ ہم ان کے بیانیے کے اثرات اور ان کے قائدانہ کردار کی اہمیت پر غور کرتے ہیں۔

رشید جہاں دہلوی نے 1932 میں "انگارے" کے نام سے ایک کتاب لکھی، جس میں ان کی مختصر کہانی "دہلی کی سیر" اور "پردے کے پیچھے" کے عنوان سے ایک ڈرامہ شامل تھا۔ رشید جہاں نے بے خوف ہو کر اس وقت کے ممنوعہ سمجھے جانے والے معاشرتی مسائل پر بات کی۔ رشید جہاں کی کہانیوں کا تجزیہ، جیسے

"افطاری"، "چور" اور "زیرو" انسانی نفسیات، سماجی مسائل اور مارکسی نظریات کے بارے میں ان کی گہری تفہیم کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ کہانیاں انسانی فطرت اور معاشرتی پیچیدگیوں کی حقیقت پسندانہ تصویر پیش کرتی ہیں اور سعادت حسن منٹو اور عصمت چغتائی جیسے بعد کے مصنفین کے لئے زرخیز زمین فراہم کرتی ہیں۔

حمیدہ سلطان ابتدائی خاتون افسانہ نگار حمیدہ سلطان نے آزادی سے پہلے اپنے کیریئر کا آغاز کیا تھا۔ "نیلمبر" کے عنوان سے ان کے مجموعے میں بدلتے ہوئے معاشرتی اقدار اور آزادی کی جدوجہد کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ان کی کہانی "عذرا" ایک قدامت پسند معاشرے میں ایک لڑکی کی فکری اور عملی آزادی کی خواہش کی عکاسی کرتی ہے۔

رضیہ سجاد ظہیر ترقی پسند نظریات کی چیمپیئن، معروف افسانہ نگار رضیہ سجاد ظہیر سوشلسٹ نظریات سے گہری وابستگی رکھتی تھیں۔ ان کے کام سماجی انصاف اور پسماندہ طبقات کی جدوجہد کے تئیں وابستگی کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان کے افسانوں کے مجموعے "اللہ دے بندہ لے" اور "زرد گلاب" معاشرے میں رائج طبقاتی کشمکش اور ناانصافیوں کی ایک جھلک پیش کرتے ہیں۔

صالحہ عابد حسین کی تحریروں سے سماجی اصلاح سے گہری وابستگی کا پتہ چلتا ہے۔ ان کا افسانہ تقسیم ہند کی وجہ سے پیدا ہونے والے غم و غصے کی عکاسی کرتا ہے۔ "نراس میں آس" اور "لوٹ" جیسی کہانیوں کے ذریعے وہ تقسیم ہند کے بعد فرقہ وارانہ تشدد اور برادریوں کی مشترکہ ذمہ داری کے بارے میں دردناک بصیرت فراہم کرتی ہیں۔ ان کے بیانیے اتحاد کی اہمیت اور تقسیم کے المناک نتائج پر زور دیتے ہیں۔ ان کے افسانوی مجموعوں کی تعداد بالترتیب ''اشاعت نقش اول۔'' 1939ء، 'سازِ ہستی' 1946ء، 'نراس میں آس' 1948ء، ''نونگے'' 1959ء، درد درماں مارچ 1977ء، اور ''تین چہرے تین آوازیں 1986ء ?، میں عمل میں آئی۔

رضیہ سجاد ظہیر کے شخصیت کا اندازہ ان کے مشہور افسانوی مجموعے کے

جائزے سے ہوتا ہے اور جس میں کہانی "اللہ دے بندہ لے" پر بحث کی گئی ہے۔ اس میں اس بات پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ یہ کہانی کس طرح انفرادی ذمہ داری پر زور دیتی ہے اور اعمال کو خدا کی مرضی سے منسوب کرنے کو چیلنج کرتی ہے۔اس مضمون میں رضیہ سجاد ظہیر کے محنت کشوں اور مظلوموں کی جدوجہد کی عکاسی کرنے اور ان کے انداز کو ترقی پسند ادب سے ہم آہنگ کرنے کے عزم کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

عصمت چغتائی کی مشہور کہانی "چوتھی کا جوڑا" کا تجزیہ متوسط طبقے کے مسلم خاندانوں کو درپیش شادی کے مسائل اور معاشرتی رکاوٹوں کے بارے میں ان کی کھوج پر روشنی ڈالتا ہے۔ انھوں نے معاشرہ میں قدامت پرستی، شرم و حیا اور جہالت کو بھی اپنی تخلیقات میں بڑی چابکدستی سے تحریر کیا ہے۔ ان کے یہاں غریب، نادار اور محنت کش عوام کو نمایاں طور پر پیش کیا گیا ہے۔جنسی موضوع پر لکھے گئے معروف افسانے ''طاف''، ''تل'' اور بھول بھلیاں۔ وغیرہ ہیں۔اس کے علاوہ متوسط طبقہ دیگر مسائل کو فنکاری سے اپنے افسانوں میں سمو دیا ہے۔ مثلاً چوتھی کا جوڑا، دو ہاتھ، ننھی کی نانی، بچھو پھوپھی، چھوئی موئی، بیکار، ڈائن، ساس، کنواری اور سونے کا انڈا وغیرہ بڑی اہمیت کے حامل افسانے ہیں۔

شکیلہ اختر نے سرمایہ داری کے علم وصبر اور استحصال کے خلاف آواز بلند کی۔انہوں نے ہندو مسلمانوں میں مذہبی منافرت کے باعث ہوئے فسادات کو بھی اپنی تخلیقات کا موضوع بنایا۔اس حوالے سے مظلوم اور ایک دن قابل ذکر افسانے ہیں۔ ان کے افسانوں کے بیشتر موضوعات دیہی علاقے میں ان کے یہاں جذباتیت بھی نظر آتی ہے۔انہوں نے مسلم گھرانوں کے نوجوان لڑکیوں اور لڑکوں کے رمانی مزاج کو اپنے افسانووں میں بڑی بے باکی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ان کے بیشتر افسانوں کے عنوانات سے ہی نفس مضمون کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ان کے یہ افسانے عنوان کے مطابق نفس مضمون کی غمازی کرتے ہیں۔ مثلاً ''ڈائن''، ''درپن''، ''آگ اور پتھر اور آنکھ مچولی وغیرہ۔

قرۃ العین حیدر کی ادبی نگارشات میں تقسیم ہند کے اثرات کے تعلق سے 'جلاوطن' اور ہاؤسنگ سفر معروف افسانے ہیں۔ انھوں نے زندگی کے حقائق اور قدروں کے نشیب وفراز اپنے فکشن میں خوب سمویا ہے۔ 'پت جھڑ کی آواز' ان کا ایک طویل افسانہ ہے۔ جس میں افسانہ نگار نے انسانی قدروں اور رشتوں کے بکھرتے، ٹوٹتے اور پامال ہونے کو موضوع بنایا ہے۔ قرت العین حیدر کی افسانوی نگارشات نے اردو فکشن کے معیار کو بلند کیا ہے۔ ان کے افسانوں میں جنسیت غیر واضح اور رومانی فکر کی زیریں لہریں بین السطور ملتی ہیں۔ مگر اشرافیہ طبقہ کی زوال پذیر تہذیبی قدریں نمایا نظر آتی ہیں۔

خدیجہ مستور نے اپنی تخلیقات کے ذریعہ اردو زبان وادب کو فروغ بخشا ہے ان کے افسانے ملامتوں، تشبیہوں اور استعماروں سے خالی ہیں۔ ان کے افسانے بیانیہ انداز میں پیش کیے گئے ہیں جو قارئین کے ذہن پر کسی دشواری کے سید منظور پر اثرات مرتب کرتے ہیں۔ انھوں نے عورتوں کے مسائل کو اپنی نگارشات میں خصوصی طور پر ابھارنے کی کوشش کی ہے۔ وہ اپنے معاشرے میں عورتوں کے حقوق اور ان کو عزت دلانے کی خواہاں ہیں وہ عورت اور مرد کو ایک دوسرے کے لیے ناگزیر سمجھتی ہیں۔ مگر وہ ایک دوسرے کے حقوق اور عزت کا پاس رکھتیں۔

بانو قدسیہ کو معاشرتی طور پر لوگوں کی نفسیات کی فہم خوب تھی۔ اس کے علاوہ یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ انھوں نے نفسیاتی علم کا وسیع مطالعہ کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے افسانے سماج میں نفسیاتی پیچیدگیاں کس طرح پیدا ہوتی ہیں۔ ان کے یہ چند افسانے 'پابند'، 'کلو'، 'اڑیل' اور بازگشت وغیرہ نفسیاتی شعور کے غماز ہیں۔

ہاجرہ مسرور کے افسانوں میں سماجی حقیقت نگاری متوسط مسلم گھرانوں کے مسائل، جنسی ہیجان، نفسیاتی کشمکش، عورتوں کے مسائل، معاشی واقتصادی مسائل اور جلاوطنی کے مسائل کو موضوع بنایا ہے۔ انھوں نے جنسی مسائل کے ساتھ دیگر

مسائل کو زیادہ پیش نگاہ رکھا۔ان کے۔ان کے جنسی مسائل کے حوالے سے ''ہائے اللہ''اور''نل اوٹ پہاڑ''وغیرہ افسانے اہم ہیں۔ان کے''لا علاج''،''کاروبار''، ''سرگرشیاں'' وغیرہ افسانے عورتوں پر ظلم و جبر اور ان کے مسائل کو موضوع بحث بناتے ہیں۔انھوں نے معاشرے کے مختلف طبقات کے افراد کو بھی افسانوں کی نمائندگی عطا کی ہے۔

جیلانی بانو کے افسانوں کے موضوعات میں حیدر آباد کی زوال آمادہ تہذیب، جاگیردارانہ نظام کی زبوں حالی اور معاشرتی زندگی میں بکھراؤ ہے۔انھوں نے ان سب کا بہت قریب اور کھلی آنکھوں سے براہ راست مشاہدہ کیا۔مزید انھوں نے متوسط مسلم گھرانوں کی گھریلو زندگی،عورتوں کی بے بسی اور نوجوان لڑکے لڑکیوں کی شادی بیاہ کے مسائل کو بھی افسانوں کے موضوعات کا حصہ بنایا۔ ان کے افسانوں میں حقیقت نگاری کا طرز اسلوب پریم چند کی حقیقت نگاری کے اثرات معلوم ہوتے ہیں۔سماجی حقیقت نگاری کے سیاق میں ان کے بہترین افسانے''سونا آنگن''،''تلچھٹ''اورنروان اہم افسانے ہیں۔ان کے اہم افسانے''نتھ کا بوجھ،نتھ کا غرور،'اترن' اور'نتھ اترائی'' وغیرہ ہیں۔ جاگیردار طبقے کی زوال آمادہ تہذیب و تمدن کے حوالے سے'' گلستان سے قبرستان تک''،''ناگن''اور''دیارحبیب'' وغیرہ ہیں۔

واجدہ تبسم نے مسلم معاشرے کے مسائل کو اپنی کہانیوں میں بیان کیا۔وہ دکھنی تہذیبی وثقافت کے بارے میں خاطر خواہ معلوم رکھتی تھیں۔انھوں نے حیدر آباد کے گردونواح کے سماج واقعات و مسائل کو بڑی جابکدستی سے افسانوں کے موضوعات میں سمو دیا۔انھوں نے افسانہ کے کرداروں کے ذریعہ وہاں کے لوگوں کے حالات وکیفیات کو بڑے نفسیاتی انداز میں قلم بند کیا ہے۔

آمنہ ابوالحسن نے خواتین کے مسائل اور ان نفسیات کے حوالے سے بڑے قابل تعریف افسانہ لکھے۔وہ اپنی ادبی نگارشات میں انسان کے جذبات اور

اس کے اندرون کی باطنی کیفیت کو بڑی چابکدستی سے صفحہ قرطاس پر اتا دیتی ہیں۔ 'بائی فوکل' اسی طرح کے نفس مضمون کی خاطر خواہ نمائندگی کرتی ہے۔''پہنچان'' جذبات نگاری کی شدت سے بھر پور کہانی ہے۔آمنہ ابوالحسن نے اپنے معاشرے میں لوگوں کو بڑے قریب سے دیکھا اور سمجھا اور انسان کے باہمی رشتے اور ان کے تعامل کو پرکھا اوران کے افسانوں کے متنوع موضوعات میں ڈھال دیا۔

سرلا دیوی کی افسانوی نگارشات میں سب سے اہم موضوع تقسیم ہند اور فرقہ وارانہ فسادات ہیں۔ ان کے افسانوں کے کردارں میں عموماً سرمایہ دارانہ، متوسط طبقہ اور نچلے طبقہ مفلس و بادار لوگوں کی نمائندگی پائی جاتی ہے۔ یہ تمام اپنے معاشرے اور طرز زندگی خاطر خواہ عکاسی کرتے ہیں۔ ان کی بیشتر کہانیاں بیانیہ تکنیک کی حامل ہیں۔ان کا اسلوب بڑا سادہ اور عام فہم ہے۔ان کے یہاں ہندی زبان کے الفاظ بڑے برجستہ ہیں جو قارئین پر گراں نہیں گزرتے۔

صغریٰ مہدی نے اپنے افسانوں میں لڑکیوں پر کی جانے والی ظلم و زیادتی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے۔انھوں نے بچوں کو نفسیات پر مبنی اور بہترین افسانے لکھے ہیں۔جن میں انھوں نے ان کی تعلیم کے ساتھ تربیت پر توجہ دلانے کی کوشش کی ہے۔''قیمت کی لکیر'' اسی سیاق لکھا ہیوا بہترین افسانہ ہے۔ نے اپنے افسانوں اپنے معاشرے کے زندگی کے چھوٹے چھوٹے واقعات کو بڑی خوبصورتی سے ڈھال دیے ہیں۔ان کا پہلا افسانوی مجموعہ ''پتھر کا شہزادہ'' 1976ء میں شائع ہوا۔دوسرا مجموعہ ''جو میرے وہ راجہ کے نہیں'' 1958ء میں شائع ہوا۔تیسرا افسانوی مجموعہ پہچان 1995ء میں منظر عام پر آیا۔

عصر حاضر کی خواتین اردو افسانہ نگار

زاہدہ حنا نے لوگوں کی زندگی کے کربناک حالات کو پاس سے دیکھا اور سمجھا اور انھیں حالات کو مختلف موضوعات کی شکل میں اپنے افسانوں کا حصہ بنا دیا۔ نفسیات کے حوالے سے ''نا کا آباد'' اہم کہانی ہے۔تقسیم ہند،ہجرت اور فسادات سے

تعلق رکھنے والی کہانیاں ''زیتون کی ایک شاخ'' اور ''منزل کہاں ہے تیری'' ہیں۔ تاریخ اور تہذیب کے سیاق میں ''ابن ابوب کا خواب'' بہت مشہور افسانہ ہے۔ دیگر معروف افسانوں میں ''تتلیاں ڈھونڈنے والیں''، ''زرد ہوائیں''، ''زرد آوازیں''، ''رقص مقابر''، ''رقص مقابر'' وغیرہ دوسرے موضوعات پر لکھے گئے ہیں۔

ذکیہ مشہدی اپنے فطری اور سادہ کرداروں کی وجہ سے مشہور ذکیہ مشہدی کی تخلیقات اکثر معاشرے میں عام جاننے والوں پر توجہ مرکوز کرتی ہیں اور نچلے طبقے کے کرداروں کی نمائندگی پر زور دیتی ہیں۔ ان کی تخلیقات، جن میں "پارے چہرے" (1984)، "تاریک راستوں کے مسافر" (1993) اور "سدائی ایکوز" (2003) شامل ہیں، نے ادبی حلقوں میں مقبولیت اور تعریف حاصل کی ہے۔

نگار عظیم (ملکہ مہر نگار)، تین دہائیوں سے فکشن لکھ رہی ہیں، جن کے مجموعے " عکس" (1990)، " گہان" (1999) اور "بلڈنگ" ہیں۔ ان کی مختصر کہانیاں مختصر لیکن موثر ہیں، جو اکثر معاشرے کے اندر جنسیت اور گھریلو مسائل سے متعلق موضوعات کی تلاش کرتی ہیں۔

ڈاکٹر شمیم نکہت کے افسانوں کا پہلا مجموعہ "ٹو ہاف" (1989) میں " آموختہ" اور "ممتا کا کرب" جیسی کہانیاں شامل ہیں، جو تعلیم اور زچگی کے موضوعات کو تلاش کرتی ہیں۔ ان کے افسانوں میں محبت، بگڑتے ہوئے رشتوں اور جنسیت کے موضوعات پر توجہ مرکوز کرتی ہیں۔ "ذہن میں رکھیں" جیسی کہانیاں ان کے کرداروں کی زندگی میں شدید لمحات اور جذبات کی عکاسی کرتی ہیں۔

ترنم ریاض سرینگر میں پیدا ہونے والی ترنم ریاض نے اردو ادب میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ان کی تخلیقات، جن میں ناول "اسنو فیمیل برڈز" اور "یہ تانگ زمین" اور "بمبار زل" جیسے مختصر کہانیوں کے مجموعے شامل ہیں، محبت، خواتین کی نفسیات اور کشمیر کی صورتحال کے موضوعات کی کھوج کرتی ہیں۔ وہ اکثر

اپنی کہانیوں میں کشمیر کے قدرتی مناظر کی خوبصورتی کو ظاہر کرتی ہیں۔

ان مصنفین نے اردو ادب میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں اور اپنی تصانیف میں متعدد سماجی اور جذباتی موضوعات پر روشنی ڈالی ہے۔ اردو کی ان خواتین افسانہ نگاروں کی ادبی خدمات نے اردو ادب پر ایک انمٹ نشان چھوڑا ہے، جو قارئین کو انسانی حالت، معاشرتی حرکیات اور صنف اور جنسیت کی پیچیدگیوں کے بارے میں گہری بصیرت فراہم کرتا ہے۔ اپنی منفرد کہانی سنانے کی تکنیک اور کردار کی عکاسی کے ذریعے، ان مصنفین نے ادبی منظر نامے کو بلندی عطا کیا ہے، جس سے ان موضوعات پر بحث کو فروغ ملا ہے جو معاصر معاشرے میں اب بھی متعلقہ ہیں۔ ان کی تصانیف کی مزید تحقیق سے اردو ادب میں صنف اور معاشرے کے ابھرتے ہوئے بیانیے کے بارے میں قابل قدر بصیرت حاصل ہوتی ہے۔

اردو ادب پر خواتین مصنفین کے اثرات

چیلنجنگ سماجی اصول: خواتین مصنفین کی خدمات ان کی تخلیقات کے صفحات سے تجاوز کرتی ہیں۔ ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ کس طرح ان مصنفین نے روایتی اصولوں کو چیلنج کیا، سماجی اقدار اور تبدیلی کی وکالت کی۔

پیچیدہ مسائل کو حل کرنا: ان خواتین مصنفین کی کہانیوں کے ذریعے ہمارا سفر ان مسائل کی گہرائی اور پیچیدگی کو ظاہر کرتا ہے جن پر انہوں نے توجہ دی۔ ہم بیداری پیدا کرنے اور مکالمے کو فروغ دینے میں ان کے کاموں کے گہرے اثرات کو تسلیم کرتے ہیں۔

اردو ادب کو تقویت: اردو ادب میں خواتین مصنفین کی پائیدار وراثت ہمارا اختتامی موضوع بن گئی ہے۔ ہم ادبی منظر نامے میں ان کی خدمات اور مصنفین کی اگلی نسلوں پر ان کے اثرات کو تسلیم کرتے ہیں۔

طریقہ کار: منتخب اردو افسانہ نگاروں کی ادبی خدمات کا جامع تجزیہ کرنے کے لئے ایک کثیر الجہتی تحقیقی نقطہ نظر اپنایا گیا۔ اس میں ناولوں، مختصر کہانیوں اور

مضامین سمیت ان کے کاموں کا باریک بینی سے جائزہ لینا شامل تھا۔ ابتدائی ذرائع میں شائع شدہ مجموعے، ادبی جرائد اور تنقیدی جائزے شامل تھے، جبکہ ثانوی ذرائع میں علمی مضامین، انٹرویوز اور تنقیدی تجزیے شامل تھے۔

متن کا تجزیہ:

اس تحقیق کے مرکز میں مصنفین کے کاموں کا گہرائی سے متنی تجزیہ شامل تھا۔ ہر مصنف کی اہم اشاعتوں، بشمول ناولوں اور مختصر کہانیوں کے مجموعوں، کو بار بار موضوعات، کردار کی ترقی، بیانیہ کی تکنیک، اور اسلوبیاتی انتخاب کے لئے جانچ پڑتال کی گئی۔ اس بات پر خصوصی توجہ دی گئی کہ ان مصنفین نے صنفی کرداروں کو کس طرح پیش کیا، جنسیت کی پیچیدگیوں کو دریافت کیا، اور معاشرتی اصولوں اور تعلقات پر تبصرہ کیا۔ اس تجزیے کا مقصد ان کے بیانیوں میں شامل باریکیوں کو بے نقاب کرنا تھا۔

سماجی وثقافتی سیاق وسباق:

ان مصنفین نے جس سماجی و ثقافتی سیاق وسباق میں لکھا ہے اسے سمجھنا بہت ضروری تھا۔ اس کے لئے مروجہ معاشرتی اقدار، صنفی حرکیات اور ان ادوار کے ادبی منظرنامے کی کھوج کی ضرورت تھی جن میں وہ فعال تھے۔ مصنفین کے محرکات اور ان کی ادبی پیداوار کو تشکیل دینے والے بیرونی اثرات کے بارے میں بصیرت حاصل کرنے کے لئے تاریخی ریکارڈ، سوانحی معلومات اور تنقیدی مضامین سے لیا گیا۔

تقابلی تجزیہ:

ان مصنفین کے کاموں میں مشترکات اور اختلافات کی نشاندہی کرنے کے لئے ایک تقابلی تجزیہ کیا گیا۔ موضوعات، بیانیہ کی تکنیک، اور صنف اور جنسیت کا موازنہ ہر مصنف کی مخصوص نقطہ نظر کو اجاگر کرنے کے لئے کیا گیا۔

نظریاتی فریم ورک:

اس تحقیق میں ایک نظریاتی فریم ورک شامل کیا گیا جو نسوانی ادبی تنقید، نو آبادیاتی نظریہ اور سماجی وثقافتی تجزیے سے اخذ کیا گیا۔ ان فریم ورک کا اطلاق اردو ادب کے وسیع تر تناظر میں ان کی تخلیقات اور ان کی اہمیت کی تنقیدی تشریح کے لئے کیا گیا۔

اردو کی منتخب خواتین افسانہ نگاروں کے تجزیے سے اردو ادب میں ان کے موضوعات اور داستانوں کی بھرمار کا پتہ چلتا ہے۔ ذکیہ مشہدی کی توجہ قدرتی کرداروں پر مرکوز ہے، نگار عظیم کی جنسیت کی کھوج، ڈاکٹر شمیم نکہت کی تعلیم اور زچگی پر زور، ڈاکٹر نکہت ریحانہ کی بگڑتے ہوئے رشتوں کی عکاسی، ترنم ریاض کی کشمیر کی خوبصورتی کا جشن اور بلقیس فاطمہ کی کم معروف موضوعات کی کھوج مجموعی طور پر ادبی منظرنامے کو مالا مال کرتی ہے۔ ان مصنفین نے معاشرتی اصولوں کو چیلنج کیا اور صنف، جنسیت اور تعلقات پر منفرد نقطہ نظر پیش کیا۔ ان کی تخلیقات فکر اور بحث و مباحثہ کو فروغ دیتی رہتی ہیں اور اردو ادب کے جاری ارتقاء؟ میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ مزید برآں، ان کی ادبی کامیابیاں معاشرتی رکاوٹوں کے باوجود خواتین مصنفین کی لچک اور تخلیقی صلاحیتوں کا ثبوت ہیں۔ ان مصنفین نے صنف، جنسیت اور معاشرتی حرکیات سے متعلق پیچیدہ موضوعات کو حل کیا ہے۔ ان کے کام قارئین کو ثقافتی اور عارضی حدود سے تجاوز کرتے ہوئے انسانی تجربات کی کثیر الجہتی فطرت میں ایک نظریہ فراہم کرتے ہیں۔ ان مصنفین نے بہادری کے ساتھ سماجی اقدار کو آگے بڑھایا ہے، دقیانوسی تصورات کو چیلنج کیا ہے اور اردو ادب کو اپنی باریک داستانوں سے سرفراز کیا ہے۔

حواشی

ص۔15-14، افسانوں کا تجزیاتی مطالعہ (دہلی کے حوالے سے) 2017۔

ص27 افسانوں کا تجزیاتی مطالعہ

ص244 دہلی میں اردو افسانہ 1900ء؟ تا 1947 ئڈاکٹر ظل ہما۔

ص139 ،اللہ دے بندہ لے، رضیہ سجاد ظہیر۔

ص11 ،آجکل، دسمبر1949ء۔

ص13 ، شاعر بمبئی، شمارہ6، جون1976 ، صالحہ عابد حسین سے ایک ملاقات۔ ڈاکٹر عنوان چشتی۔

ص۔29-28، کتاب نما صالحہ عابد حسین ایک ملاقات۔عنوان چشتی۔

ص156 ،دردودرماں، صالحہ عابد حسین۔

ص101 ،تین چہرے تین آوازیں، صالحہ عابد حسین۔

ص35 ،'عصمت چغتائی نقد کی کسوٹی پر،: ڈاکٹر جمیل اختر

ص۔6262، فن اور شخصیت آپ بیتی نمبر، مارچ1980۔

صفحہ 2 آجکل، ستمبر، نئی دہلی

ص100 ،ترقی پسند تحریک اور اردو افسانہ، ڈاکٹر صادق۔

ص37 آئینہ خانہ میں، افکار کراچی۔

ص451، اردو افسانہ روایت اور مسائل، گوپی چند نارنگ۔

ص292 افسانوں کا تجزیاتی مطالعہ، ڈاکٹر سرفراز جاوید۔

ص152 ،قرت العین حیدر کی منتخب کہانیاں۔

ص2 فکرونظر سہ ماہی علی گڑھ۔

ص491، نوش افسانہ نمبر، جنوری1954۔

ص334، اردو افسانہ اور افسانہ نگار، ڈاکٹر فرمان فتحپوری۔

ص514، دیباچہ، چھپے چوری، پطرس بخاری۔

ص211، صرف من وتو، عہد حاضر کے اہم ادیبوں کے انٹرویو، آصف فرخی، اکیڈمی، اردوزبان کراچی۔

ص127 ،ادبی تنقید، پروفیسر محمد حسن ادارہ فروغ اردو لکھنو1954۔

ص397، اردو افسانے کا ارتقاء ڈاکٹر حامد جسپروی۔

ص24،شاعر،بمبئی،مئی196۔

ص6،نئی روشنی،انور نزہت۔

ص2،انداز،رسالہ،فخرالکریم۔

ص21-22،کتاب نما،فروری1986۔

ص45،تاریک راہوں کے مسافر،ذکیہ مشہدی۔

ص عمارت،نگار عظیم

ص31،ممتا کا کرب،دو آدھے،شمیم نکہت۔

ص25،شیشوں کا مسیحا،ڈاکٹر نکہت ریحانہ۔

ص11 پیش لفظ،ابابیلیں لوٹ آئیں گی،ترنم ریاض۔

ص45 مٹی،ابابیلیں لوٹ آئیں گی۔

****

ضروری اعلان

بین الاقوامی ریسرچ اسکالرز سیمینار

خواہشمند حضرات ۱۵/جنوری ۲۰۲۴ء تک اپنے مقالے درج ذیل پتہ پر ای میل کریں-editortau@gmail.com براہ راست رابطے کا نمبر ہے۔9968244001